بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرتِ امیر المومنین

حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ

(حصّہ اوّل)

تالیف
علاّمہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

ناشر۔ اِمامیہ پبلیکیشنز
۳۵۔ حیدر روڈ اسلام پورہ لاہور
فون: 7119027

فاطمہ بنتِ اسد

فاطمہ بنتِ اسد حضرت علی کی والدہ گرامی تھیں، اسد، قیلہ بنت عامر کے بطن سے حضرت ہاشم کے فرزند تھے اس لحاظ سے آپ ہاشم کی پوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اور حرمِ ابوطالب ہونے کی بنا پر چچی ہوئیں۔ جب آنحضرتؐ ابوطالبؑ کی کفالت میں آئے تو انہی کی گود پیغمبرؐ ایسے ہادیٔ اکبر اور رہنمائے اعظم کی گہوارۂ تربیت بنی۔ اور انہی کی آغوشِ محبت و شفقت میں پرورش پائی۔ اگر حضرت ابوطالبؑ نے تربیت و نگہداشت میں باپ کے فرائض انجام دیے تو فاطمہ بنتِ اسد نے اس طرح محبت و دلسوزی سے دیکھ بھال کی کہ یتیم عبداللہ کو ماں کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔ اپنے بچوں سے زیادہ ان کا خیال رکھتیں اور ان کے مقابلہ میں اپنی اولاد تک کی پرواہ نہ کرتیں۔ ان کی محبت والتفات کا یہ عالم تھا کہ جب خرما کے درختوں میں پھل آتا تو صبح کے تڑکے اٹھ کر خرموں کے کچھ دانے چن کر علیحدہ رکھ دیتیں۔ اور جب اُن کے بچے اِدھر اُدھر ہوتے تو وہ خرمے آنحضرتؐ کو پیش کرتیں اور جب دسترخوان بچھتا تو اس پر سے کچھ کھانا اٹھا کر الگ رکھ دیتیں۔ کہ اگر کسی وقت وہ کھانا مانگیں تو انہیں دے سکیں۔

پیغمبر اکرمؐ بھی انہیں ماں سمجھتے، ماں کہہ کر پکارتے اور ماں ہی کی طرح عزت واحترام کرتے تھے چنانچہ ان کی شفقت و محبت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:۔

لم یکن بعد ابی طالب ابربی منها۔ (استیعاب۔ ج ۲۔ ص ۷۷۴)	ابوطالب کے بعد اُن سے زیادہ کوئی مجھ پر شفیق و مہربان نہ تھا۔

آنحضرتؐ ان کی مادرانہ شفقت و نظرِ محبت سے اتنا متاثر تھے کہ منصبِ رسالت پر فائز ہونے کے بعد اپنے فرائضِ منصبی سے وقت نکالتے، ان کے ہاں آتے اور اکثر دوپہر کے اوقات انہی کے ہاں گزارتے۔

ابن سعد نے لکھا ہے:۔

کان رسول اللہ یزورها و یقیل فی بیتها۔ (طبقات۔ ج ۸۔ ص ۲۲۲)	رسول اللہؐ آپ کی زیارت کو آتے اور دوپہر کو انہی کے ہاں استراحت فرماتے۔

آپ کے بطن سے ابوطالب کی سات اولادیں ہوئیں جن میں تین صاحبزادیاں تھیں: ریطہ، جمانہ اور فاختہ جو اُمِّ ہانی کی کنیت سے معروف ہیں اور چار صاحبزادے تھے: طالبؑ، عقیلؑ، جعفر اور علیؑ۔ طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے اور عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے اور جعفر حضرت علیؑ سے دس سال بڑے تھے۔

جناب ابو طالب ہاشمی تھے اور فاطمہ بنت اسد بھی ہاشمیہ تھیں اور مادری و پدری دونوں نسبتوں سے ہاشمی ہونے کا شرف سب سے پہلے ابو طالب و فاطمہ ہی کی اولاد کو حاصل ہوا۔ ابن قتیبہ نے تحریر کیا ہے :-

ھی اول ھاشمیہ ولدت الھاشمی (المعارف ۔ صـ۵۰)	فاطمہ بنت اسد پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جن سے ہاشمی اولاد ہوئی "

فاطمہ بنت اسد اسی دودمان ہاشمی کی فرد تھیں جو اخلاق و کردار، طرز بود و ماند اور تہذیب و معاشرت کے اعتبار سے دوسرے خاندانوں سے مختلف جاہلیت کے اثرات سے بیگانہ اور انسانی اقدار کا نمائندہ تھا۔ آپ میں موروثی صفات و خاندانی خصوصیات پوری طرح راسخ تھیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح مسلکِ ابراہیمی کی پابند، دینِ حنیف کی پیرو اور شرک و کفر کی آلائشوں سے پاک وصاف تھیں چنانچہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے صلبی و خلقی اشتراک کے سلسلہ میں فرمایا :-

ان اللہ عزوجل نقلنا من صلب ادم فی اصلاب طاھرۃ الی ارحام زکیۃ فما نقلت من صلب وعلی نقل معی فلم نزل کذلك حتی استودعنی خیر رحم وھی امنۃ وستودع علیا خیر رحم وھی فاطمۃ بنت اسد ۔ (کفایۃ الطالب ۔ صـ۲۶)	خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں حضرت آدمؑ کے صلب سے پاکیزہ صلبوں اور پاکیزہ شکموں کی طرف منتقل کیا۔ جس صلب سے میں منتقل ہوا اسی صلب سے ایک ساتھ علیؑ منتقل ہوئے۔ یہاں تک کہ خداوند عالم نے مجھے آمنہؓ کے شکمِ اطہر میں اور علی کو فاطمہ بنت اسد کے پاکیزہ شکم میں ودیعت فرمایا "

جناب فاطمہ خاندانی رفعت، نسبی شرافت اور پاکیزگی سیرت کے ساتھ اسلام، بیعت اور ہجرت میں بھی سبقت کا شرف رکھتی ہیں۔ ابنِ صباغ مالکی نے تحریر کیا ہے :-

اسلمت وھاجرت مع النبیؐ وکانت من السابقات الی الایمان۔ (فصول المہمہ ۔ صـ۱۳)	فاطمہ بنت اسد اسلام لائیں، پیغمبرؐ کے ساتھ ہجرت کی اور سابق الاسلام خواتین میں سے تھیں "

ابو الفرج اصفہانی تحریر کرتے ہیں :-

عن الزبیر ابن العوام قال سمعت النبیؐ یدعوا النساء الی البیعۃ حین انزلت ھذہ الایۃ یا ایھا	زبیر ابن عوام کہتے ہیں کہ جب آیہ " یا ایھا النبی اذا جاءك المومنات " نازل ہوا تو میں نے پیغمبرؐ اکرم کو عورتوں کو بیعت کی دعوت دیتے ہوئے سنا

النبی اذا جاءك المومنات" یبایعنك
کانت فاطمة بنت اسد اول امرأة
بایعت رسول اللّٰہ (مقاتل الطالبین ص۴)

اور فاطمہ بنت اسد پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپ غزوۂ بدر میں ان خواتین میں شامل تھیں جو مجاہدین کو پانی پلاتی اور زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ اس اسلامی جذبۂ خدمت کے ساتھ ایک منتظم اور سلیقہ مند خاتون کی طرح گھر کا نظم قائم رکھتیں اور گھر اور باہر کے کام زیادہ تر خود انجام دیتیں۔ البتہ جب ۲ھ میں جناب فاطمہ زہراؑ دلہن کی حیثیت سے گھر میں آئیں تو دونوں میں تقسیم عمل اس طرح ہوا کہ گھر کا کام کاج جناب سیدۃؑ کرتیں اور باہر کے کام آپ انجام دیتیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے ان سے کہا:۔

اکفی فاطمة سقایة الماء والذهاب
فی الحاجة وتکفیك الطحن والعجن۔
(اصابہ۔ ج ۴۔ ص ۳۹۹)

فاطمہ بنت رسولؐ آٹا پیسنے اور گوندھنے سے آپ کو بے نیاز کر دیں گی۔ اور پانی اور دوسرے ضروریات کے لئے باہر جانا آپ سے متعلق ہوگا"

گھر اور گھر کے باہر کے کاموں کے لئے ایک کنیز بھی آپ کے ہاں تھی۔ مگر آپ یہ چاہتی تھیں کہ اس کی غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر اسے آزاد کر دیں۔ چنانچہ ایک دن رسولؐ اللہ سے کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اس کنیز کو آزاد کر دوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر آپ اسے آزاد کر دیں گی تو خداوند عالم اس کے ہر عضو بدن کے بدلے آپ کے ہر جزو بدن کو دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے گا۔ ابھی اس آزادی کی نوبت نہ آئی تھی کہ سخت بیمار پڑ گئیں۔ آپ نے حالتِ مرض میں پیغمبر اکرمؐ کو اس کی آزادی کے بارے میں وصیت کرنا چاہی مگر زبان لڑکھڑا گئی اور قوتِ گویائی ساتھ نہ دے سکی۔ پیغمبر اکرمؐ کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں آپ کی وصیت و خواہش کے مطابق اسے آزاد کر دوں گا۔

آپ ریاضت و عبادت زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت میں بلند درجہ رکھتی تھیں۔ جب فشار قبر، حشر و نشر اور حساب و کتاب کا ذکر سنتیں تو لرز جاتیں اور خوفِ آخرت سے کانپ اٹھتیں۔ ایک مرتبہ پیغمبر اکرمؐ سے سنا کہ لوگ قیامت کے دن برہنہ محشور ہوں گے۔ کہا کہ یہ تو بڑی رسوائی کی بات ہے۔ فرمایا کہ میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کو بے پردہ محشور نہ کرے۔ اور ایک دفعہ فشار قبر کا ذکر سنا تو کہا کہ میں ضعف و ناتوانی کی وجہ سے اسے کیسے برداشت کروں گی۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے التجا کروں گا کہ وہ اپنی رحمت و رأفت سے آپ کو فشار قبر سے محفوظ رکھے۔ جب دارِ دنیا سے رحلت فرمائی تو حضرت علیؑ روتے ہوئے رسولِ خداؐ کو اطلاع دینے آئے۔ آنحضرتؐ نے علیؑ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو پوچھا کہ کیا بات ہے؟ عرض کیا کہ ابھی

ابھی میری ماں نے انتقال کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا خدا کی قسم وہ میری بھی ماں تھیں۔ اور اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ بھی سر جھکائے ساتھ ہو لئے۔ جب اُن کے ہاں آئے تو پیراہن اتار کر دیا اور فرمایا کہ یہ پیراہن انہیں کفن کے طور پر پہنا دیا جائے۔ اور جب غسل و کفن کے بعد جنازہ باہر نکلا تو آپ نے آگے بڑھ کر کاندھا دیا۔ کبھی میت کے سرہانے کی طرف سے کاندھا دیتے اور کبھی پائنتی کی طرف سے۔ اور جنة البقیع تک پا برہنہ جنازہ کے ساتھ رہے۔ آنحضرتؐ نے چند آدمیوں کو قبر کھودنے پر مامور فرمایا تھا۔ جب قبر کھد چکی تو خود بنفس نفیس قبر میں اُترے۔ اسے کناروں سے کھود کر کشادہ کیا اور اپنے ہاتھ سے لحد کھودی اور اسے ہموار کر کے مٹی باہر نکالی۔ پھر کچھ دیر کے لئے لحد میں لیٹ گئے اور دائیں بائیں کروٹ لینے کے بعد باہر آئے اور روتے ہوئے فرمایا:۔

جزاک اللہ من ام خیرا لقد کنت خیر ام۔ (تاریخ خمیس۔ ج ۲۔ ص ۵۲۶)

اے مادر گرامی خدا آپ کو جزائے خیر دے آپ بہترین ماں تھیں۔

پیغمبرؐ کے اس امتیازی برتاؤ کو دیکھ کر کچھ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ کسی اور کے لئے یہ چیزیں آپ سے دیکھنے میں نہیں آئیں۔ فرمایا کہ میرے چچا ابو طالب کے بعد اس خاتون کے سب سے زیادہ مجھ پر احسانات ہیں۔ یہ خود بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھانا کھلاتی تھیں۔ خود پھٹے پرانے کپڑوں میں گزارہ کرتی تھیں اور مجھے اچھا لباس پہناتی تھیں۔ اپنے بچوں کو پراگندہ مو رکھتی تھیں اور میرے سر میں تیل ڈالتی تھیں اور خود تکلیفیں اٹھاتی تھیں اور میرے لئے راحت و آرام کا سامان کرتی تھیں۔ میں نے اپنا پیراہن انہیں اس لئے پہنایا ہے تاکہ یہ وہ پوش محشور ہوں۔ اور لحد میں اس لئے لیٹا ہوں تاکہ فشارِ قبر سے محفوظ رہیں۔ عالمِ اہلسنت شیخ علی المرزوقی نے تحریر کیا ہے:۔

ان النبی تولی دفن فاطمة بنت اسد وکان اشعرها قمیصا له فسمع وهو یقول ابنك فسئل فقال انما سئلت عن ربها فاجابت وعن نبیها فاجابت وعن امامها فلجلجت۔ فقلت ابنك ابنك۔

پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہ بنت اسد کو خود دفن کیا۔ اور انہیں اپنے پیراہن کا کفن دیا۔ اس موقع پر آنحضرتؐ کو فرماتے سنا گیا کہ "آپ کا فرزند" جب آنحضرتؐ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ فاطمہ بنت اسد سے پروردگار کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتا دیا اور نبی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس کا جواب دے دیا۔ پھر امام کے بارے میں سوال ہوا تو ان کی زبان لڑکھڑائی میں نے کہا:۔ آپ کا فرزند آپ

(کتاب الازمنۃ والامکنۃ - ج ۲ - ص ۲۸) کا فرزند"

آپ نے ۴ھ میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں۔ مگر جنۃ البقیع کے گرد چار دیواری کھینچ دینے سے یہ قبر موجودہ حدود جنۃ البقیع سے باہر ایک خستہ و خراب رہگزر پر واقع ہے۔ جب حجاج و زائرین ادھر سے گزرتے ہیں تو اس قبر پر بھی فاتحہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں جو ابھی تک دستبرد زمانہ سے محفوظ ہے اور خدا نہ کرے کہ راستوں کی توسیع کی تجویز اسے اپنے تصرف میں لے لے۔

ولادت باسعادت

خانہ کعبہ ایک قدیم ترین عبادت گاہ ہے۔ جس کی نیو آدمؑ نے ڈالی، اور جس کی دیواریں ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ نے اٹھائیں۔ اگرچہ یہ گھر بالکل سادہ، نقش و نگار سے معرا، زینت و آرائش سے خالی اور چونے اور پتھروں کی سیدھی سادی عمارت ہے مگر اس کا ایک ایک پتھر برکت و سعادت کا سرچشمہ اور عزت و حرمت کا مرکز و محور ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے:۔

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام۔ "اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو محترم گھر قرار دیا ہے"

خانہ کعبہ کی یہ عزت و حرمت دائمی و ابدی ہے جو نہ پہلے زمانہ و وقت کی پابند تھی اور نہ اب ہے بلکہ روز تعمیر سے اسے بلند ترین عظمت اور غیر معمولی مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے اور اب بھی اس کی مرکزیت و اہمیت بدستور قائم ہے جس کا اظہار مختلف اسلامی عبادات کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ ہر مسلمان چاہے وہ مشرق کا باشندہ ہو یا مغرب کا عرب کا رہنے والا ہو یا عجم کا جب بھی نماز کے لئے کھڑا ہو گا اسے ہی عبادات کی مرکزی سمت قرار دے گا اور اس کے گرد چکر لگانا اور طواف کرنا اس احتیاط کے ساتھ کہ شانے اس کی سمت سے منحرف نہ ہونے پائیں، حج کا ایک بڑا رکن اور اس کی عظمت و تقدیس کا ایک خاص مظاہرہ ہے۔

حضرت علیؑ اسی متبرک و باعظمت گھر میں روز جمعہ تیرہ رجب تیس عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ اور یہ شرف خاص نہ ان سے پہلے کسی کو ملا اور نہ ان کے بعد کسی کو حاصل ہو گا۔ محدثین و اہل سیر نے اسے حضرت امیرالمومنینؑ کے مختصات میں شمار کرتے ہوئے اپنے کتب و مصنفات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حاکم نیشاپوری تحریر کرتے ہیں:۔

قد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیرالمومنین علی — اخبار متواترہ سے ثابت ہے کہ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ وسط خانہ